وعدہ خلافی کا گناہ

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم





مکتبۃ الاسلام کراچی

وعدہ خلافی کا گناہ

وعدہ خلافی کا گناہ

اس میں وعدہ خلافی کرنے کی چند مروّجہ صورتیں
اور وعدہ خلافی کرنے کی وعیدیں بیان کی گئی ہیں

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم
مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبۃ الاسلام کراچی

باہتمام : شاہد محمود

ناشر : مکتبۃ الاسلام کراچی

کورنگی، انڈسٹریل ایریا کراچی

موبائل : 0300-8245793

ای میل : Maktabatulislam@gmail.com

ویب سائٹ : Www.Maktabatulislam.com

ملنے کا پتہ

ادارۃ المعارف کراچی ۱۴

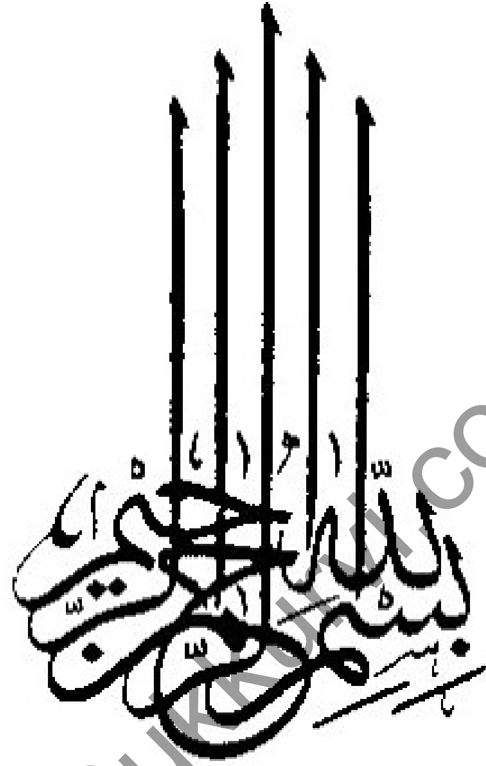
احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی

موبائل : 0300- 2831960

فون : 021- 35032020 ، 021- 35123161

ای میل : Imaarif@live.com

فہرست مضامین


بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا۔

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ اَوْفُوْا بِالْعَھْدِ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْؤُوْلًا

(بنی اسرائیل: ۳۴)

ترجمہ

اور عہد کو پورا کرو، یقین جانو کہ عہد کے بارے میں (تمہاری)

باز پرس ہونے والی ہے۔(آسان ترجمۂ قرآن)

میرے قابلِ احترام بزرگو!

اس وقت مجھے ایک ایسے گناہ کا ذکر کرنا ہے، جو دیگر گناہوں کی طرح بہت زیادہ عام ہو چکا ہے، اور مسلمان بکثرت اس میں مبتلا ہیں، ہماری حالت ایسی ہے کہ جس پہلو اور جس کروٹ سے دیکھیں، خرابی ہی خرابی نظر آتی ہے، ہمارے یہاں جمع ہونے کا اصل مقصد یہ ہے کہ جو کچھ بیان کیا جائے، بیان کرنے والا اور سننے والے اس کی روشنی میں اپنا جائزہ لیں، اگر کسی گناہ اور کوتاہی کا ذکر ہو، تو اس گناہ اور کوتاہی سے بچیں، اگر کسی عمل کا ذکر کیا جائے، اور وہ ہمارے عمل میں نہ ہو، تو اس کو کرنا شروع کردیں، خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے یہاں پر جمع ہونے کا اصل مقصد اپنی اصلاح ہے، کوئی خطاب یا کوئی لچھے دار تقریر مقصود نہیں۔

جس گناہ کا ذکر ابھی کرنے والا ہوں، وہ بہت زیادہ عام ہو گیا ہے، اس سے بچنے کی ضرورت ہے، اور وہ گناہ ہے: وعدہ خلافی کا گناہ، حکم یہ ہے کہ جب کسی سے وعدہ کرو، تو جہاں تک ہو سکے، اس کو پورا کرو، وعدہ پورا کرنے کی تاکید اور وعدے کی خلاف ورزی پر بہت سی وعیدیں وارد ہوئی ہیں، چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ (الصف ۲، ۳)

ترجمہ

''اے ایمان والو! ایسی باتیں کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو، اللہ کے نزدیک یہ بہت ناراضی کی بات ہے کہ وہ بات کہو جو کرو نہیں''۔

اور مزید اللہ پاک کا ارشاد ہے:

وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا

ترجمہ

''اور عہد پورا کرو، بیشک عہد کی پوچھ ہوگی''۔ (بنی اسرائیل:۳۴)

ایک حدیث میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تُمَارِ أَخَاكَ وَلَا تُمَازِحْهُ وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدَةً فَتُخْلِفَهُ (أخرجه الترمذی)

ترجمہ

''اپنے بھائی سے جھگڑا نہ کرو، اور اس کا مذاق نہ اڑاؤ اور اس سے ایسا وعدہ نہ کرو جسے پورا نہ کرو''

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے جس سے وعدہ پورا کرنے کی مزید تاکید معلوم ہوتی ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ

ترجمہ

''جس میں امانتداری نہیں اس کا ایمان (کامل) نہیں اور جس میں عہد کی پاسداری نہیں اس کا دین (کامل) نہیں۔ (مسند احمد)

ہرقل روم کا بادشاہ تھا، اس کو حضور ﷺ نے دعوتِ ایمان کے لئے خط ارسال فرمایا، ہرقل نے خط پڑھ کر کہا کہ میں اس کے کسی قریبی رشتہ دار سے ملنا چاہتا ہوں، اور کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں، حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ ان دنوں تجارت کے سلسلہ میں اپنے قافلے کے ہمراہ وہیں شام میں تھے، اور اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے، درباریوں نے ان کو قافلے سمیت ہرقل کے دربار میں پیش کر دیا، ہرقل نے ان سے آپ ﷺ کے متعلق دس سوالات کئے، ان میں سے ایک سوال یہ بھی تھا: ''وہ نبی تمہیں کن باتوں کی تعلیم دیتے ہیں؟'' حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حضورِ اقدس ﷺ کی بنیادی تعلیمات کا جو خلاصہ بیان کیا، اس میں وعدے کی پابندی کا خاص طور پر ذکر کرتے ہوئے کہا:

اُعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَاتْرُكُوا مَا يَقُولُ آبَاؤُكُمْ وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ (وفی روایة) أَنَّهُ أَمَرَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ

(أخرجه البخاری)

ترجمہ

ان کی تعلیمات یہ ہیں: ''تنہا اللہ کی بندگی کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، وہ سب کہنا چھوڑ دو جو تمہارے آباء و اجداد (خلافِ شریعت) کہتے تھے، وہ ہمیں نماز، زکوٰۃ، سچائی، عفت و پاکدامنی اور صلہ رحمی کا حکم کرتے ہیں، اور ایک روایت میں ہے کہ ''وہ نماز، سچائی پاکدامنی، معاہدہ کی پاسداری، اور امانت کی ادائیگی کا حکم دیتے ہیں''۔ (أخرجہ البخاری)

منافق کی تین نشانیاں

ایک حدیث میں منافق کی تین نشانیاں بتائی گئی ہیں، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ.

(أخرجه البخاري و مسلم)

ترجمہ

منافق کی تین نشانیاں ہیں چاہے وہ روزے رکھے، نمازیں پڑھے، اور یہ سمجھے کہ وہ مسلمان ہے:

(۱)...... جب بات کرے، تو جھوٹ بولے۔

(۲)...... جب وعدہ کرے، تو اس کی خلاف ورزی کرے۔

(۳)......اور جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے، تو اس میں خیانت کرے۔

ایک دوسری حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ (أخرجه البخاری)

ترجمہ

''چار باتیں جس آدمی میں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے، اور جس میں ان میں سے کوئی ایک بات پائی جائے اس میں اسی تناسب سے نفاق کا ایک درجہ پایا جاتا ہے، جب تک وہ اس بات کو چھوڑ نہ دے، (وہ چار باتیں درج ذیل ہیں)

(۱)...... جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے، تو اس میں خیانت کرے۔

(۲)...... جب بات کرے، تو جھوٹ بولے۔

(۳)...... جب معاہدہ کرے تو توڑ دے۔

(۴)...... جب کسی سے جھگڑا ہو تو گالیاں دے۔

یعنی جس شخص میں مذکورہ چار باتیں پائی جائیں گی، وہ خالص منافق ہوگا، دونوں احادیث کو ملالیں تو منافق کی درج ذیل علامات سامنے آتی ہیں۔

(۱)...... گفتگو میں دروغ گوئی اور جھوٹ کا سہارا لینا۔

(۲)...... وعدہ خلافی کرنا۔

(۳)...... امانت میں خیانت کرنا۔

(۴)...... معاہدہ کی خلاف ورزی کرنا۔

(۵)...... جھگڑے میں گالم گلوچ کرنا۔

اوپر کی پہلی حدیث میں ''وعدہ خلافی'' اور دوسری حدیث شریف میں ''معاہدہ شکنی'' کو منافق کی علامت قرار دیا گیا ہے، دونوں میں فرق جاننے کے لئے یہ سمجھنا چاہئے کہ کل چار الفاظ ہیں جن کی حقیقتیں جدا جدا ہیں، غلط فہمی کی وجہ سے بسا اوقات ان میں خلط ملط ہو جاتا ہے۔

چار الفاظ اور ان کا مفہوم

چار الفاظ یہ ہیں:

(۱)...... وعدہ (۲)...... عہد (۳)...... معاہدہ (۴)...... عقد

''عقد'' عملی طور پر کسی معاملے کو فی الحال وجود میں لانے کو

کہتے ہیں۔ مثال کے طور پر خرید وفروخت کا معاملہ کہ اس میں ایجاب و قبول کرنے سے عقد وجود میں آجاتا ہے، اور اس کے نتیجے میں خریدار کی طرف خریدی ہوئی چیز کی ملکیت فوراً منتقل ہو جاتی ہے، اور بیچنے والے کو قیمت کے مطالبے کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔

''وعدہ'' یک طرفہ ہوتا ہے، جس میں ایک فریق دوسرے کو کوئی کام کرنے یا نہ کرنے کی یقین دہانی کراتا ہے، مثلاً زید بکر سے کہے کہ میں کل تمہیں اپنی گاڑی فروخت کر دوں گا، بکر کی طرف سے کوئی وعدہ نہ ہو تو یہ ''وعدہ'' کہلائے گا۔

''معاہدہ'' دوطرفہ وعدہ ہوتا ہے، مثلاً فریقین میں سے ہر ایک دوسرے کو یقین دلائے کہ ہم فلاں تاریخ کو آپس میں خرید و فروخت کا معاملہ کریں گے۔

''عہد'' کا لفظ بعض اوقات وعدے کے لئے بولا جاتا ہے، مگر عرفِ عام میں اس لفظ سے یقین دہانی میں پختگی مراد ہوتی ہے، اس میں وعدے کے مقابلے میں زیادہ مضبوطی سمجھی جاتی ہے، اور بسا اوقات اسے معاہدے کے معنٰی میں بھی استعمال کر لیا جاتا ہے۔

منافق ہونے کے دو مطلب

اوپر دونوں احادیث میں ان بری صفات کے حامل آدمی کو

منافق کہا گیا ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟

اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں کچھ لوگ منافق تھے، جو دل سے کافر تھے، جبکہ زبان سے اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے، جبکہ دوسرے عام کافر بالکل پکے کافر، اور مسلمان بالکل سچے مسلمان تھے، منافق ان دونوں کے درمیان تھے، اس حدیث میں بیان کردہ علامتوں کے پائے جانے پر منافق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر خدانخواستہ! کوئی ان تین یا چار باتوں کو حلال سمجھتا ہے، جائز سمجھتا ہے، یعنی جھوٹ بولنے کو بھی حلال سمجھتا ہے، وعدہ خلافی کو بھی جائز سمجھتا ہے، امانت میں خیانت کرنے کو بھی جائز سمجھتا ہے، تو پھر وہ کافر ہے اور ایسا کافر ہے جیسے حضور ﷺ کے زمانے میں جو منافق ہوتے تھے، وہ کافر ہوتے تھے، کیونکہ حرام کو حلال سمجھنا کفر ہے، جیسے کوئی شراب کو حلال سمجھیا چوری کو حلال سمجھے، اسی طرح جب جھوٹ، وعدہ خلافی، امانت میں خیانت کو وہ جائز اور حلال سمجھ رہا ہے، تو حرام کو حلال سمجھنے کی وجہ سے اس کا ایمان چلا گیا، لہٰذا وہ بھی کافر ہے، العیاذ باللہ!

دوسری صورت یہ ہے کہ وہ ان گناہوں کو گناہ ہی سمجھتا ہے، ناجائز اور حرام ہی سمجھتا ہے، لیکن اپنی غفلت، کوتاہی اور لاپروائی کی وجہ سے کر گزرتا ہے، ایسی صورت میں وہ فاسق ہے، اور ظاہراً اس کے

اعمال ان کافروں اور منافقوں جیسے ہو گئے ہیں، اور کافروں، منافقوں کی مشابہت بھی نہایت خطرناک اور خراب چیز ہے، اس سے بھی بچنا ضروری ہے۔

وعدہ خلافی کا گناہ

منافق کی ان علامتوں میں سے ایک علامت وعدہ خلافی ہے، اس وعدہ خلافی میں بھی تین صورتیں ہیں:

(۱)..... ایک صورت یہ ہے کہ جب کوئی کسی سے وعدہ کرے، اور جس وقت وعدہ کر رہا ہے، اس کے دل میں یہی ہے کہ مجھے وعدہ پورا نہیں کرنا، مثلاً وعدہ کر رہا ہے کہ میں کل آؤں گا، لیکن دل میں ہے کہ نہیں آؤں گا، وعدہ کر رہا ہے کہ میں کل پیسے دے دوں گا، لیکن دل میں ہے کہ نہیں دوں گا، یا جیسے مارکیٹوں میں ہوتا ہے کہ مال پہلے اٹھا لیا جاتا ہے، اور پیمنٹ بعد میں کی جاتی ہے، اب وہ پیمنٹ لینے کے لئے آتے ہیں، تو کبھی دوکاندار ہاتھوں ہاتھ پیسے دے دیتا ہے، اور کبھی کہہ دیتا ہے کہ کل آنا، صبح آ گئے، تو کہہ دیتا ہے کہ شام کو آنا، شام کو آ گئے، تو کہہ دیتا ہے کہ سویرے آنا، یہ وعدہ ہے، اگر اس سے اس کا مقصد صرف ٹرخانا ہوتا ہے، دینا نہیں ہوتا، تو اس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں، یہ بالکل ناجائز ہے، اور منافق ہونے کی علامت اور نشانی ہے۔

(۲).....دوسری صورت یہ ہے کہ جس وقت کسی سے وعدہ کر رہا ہے، دل میں بھی یہی ہے کہ میں وعدہ پورا کروں گا، اس کے بعد دو صورتیں ہیں کہ عین موقع پر کوئی عذر پیش آ گیا، جس کی وجہ سے وعدہ پورا کرنا مشکل ہو گیا، مثلاً آپ نے وعدہ کیا تھا کہ میں شام کو آؤں گا، اور شام کو کوئی آپ سے ملنے کے لئے آ گیا، یا وعدہ کر لیا کہ شام کو میں تمہاری دعوت میں آؤں گا، اور عین موقع پر معمولی سا نزلہ ہو گیا، یعنی کوئی ایسا معمولی سا عذر پیش آ گیا کہ جس کی وجہ سے وعدہ کا پورا کرنا کوئی مشکل نہیں تھا، وعدہ پورا کر سکتے تھے، تو اس صورت میں بھی وعدہ پورا کرنا واجب ہے، اس معمولی عذر کی وجہ سے وعدہ خلافی ناجائز ہے، اس قسم کے معمولی اعذار سب کو پیش آتے ہیں، ان اعذار کی وجہ سے آدمی اپنے کام نہیں چھوڑتا، تو جس سے وعدہ کیا ہے، ان اعذار کی وجہ سے وہ وعدہ پورا نہ کرنا بھی صحیح نہیں ہے، بلکہ وعدہ پورا کرنا ضروری ہے۔

(۳).....تیسری صورت یہ ہے کہ وعدہ کرنے کے بعد کوئی معتبر عذر پیش آ گیا، کوئی قوی عذر پیش آ گیا، جس کی وجہ سے وعدہ پورا کرنا مشکل ہو گیا، جیسے واقعی طبیعت خراب ہو گئی، اور ایسی خراب ہو گئی کہ اب وہ بستر پر لیٹ گیا، اپنے ضروری کام بھی رہ گئے، یا مثلاً وعدہ پورا کرنے کے لئے چلا، لیکن راستے میں ٹریفک جام میں وہ پھنس گیا،

اور چار پانچ گھنٹے کے لئے ٹریفک جام ہوگیا، جس کی وجہ سے وہ وعدے کے مطابق مقررہ وقت پر نہیں پہنچ سکا، تو ایسی صورت میں وعدہ خلافی ہو جانے کی وجہ سے آدمی گنہگار نہیں ہوگا، اس صورت میں یہ منافق ہونے کی علامت نہیں ہے، ہاں! ایسی صورت میں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ جس سے وعدہ کیا تھا، اس کو کسی ذریعے سے اطلاع دے دے، موبائل پر، فون پر یا کسی اور ذریعے سے اطلاع ضرور دے دے، تا کہ وہ انتظار کر رہا ہے، اس کو تکلیف نہ ہو۔

اور اگر بالفرض اس وقت اطلاع کی بھی کوئی صورت نہیں ہے، تو بعد میں اصل صورتحال بتا کر اس سے معذرت کر لے، تا کہ اس کو جو تکلیف پہنچی ہے، اس کی تلافی ہو جائے۔

منگنی نکاح کا وعدہ ہے

اسی کی ایک مشہور مثال ہے، جس کی تفصیل سمجھنے میں ہمارا آپ کا فائدہ ہے، اور وہ ہے: منگنی، نکاح سے پہلے عام طور پر منگنی ہوتی ہے، جس کو کہتے ہیں: رشتہ طے کرنا، یہ اصل میں وعدۂ نکاح ہوتا ہے، اور وعدہ کرنے کے بعد حتی الامکان وعدہ پورا کرنا واجب ہے، عام طور پر منگنی کرنے کے بعد لوگ وعدہ پورا کرتے ہیں، اور نکاح ہو جاتا ہے، لیکن بعض مرتبہ منگنی کرنے کے بعد کوئی معتبر عذر پیش آ جاتا ہے، کبھی وہ عذر لڑکی والوں کو پیش آتا ہے، کبھی لڑکے والوں کو پیش آتا ہے، جس کی

وجہ سے یہ منگنی توڑنا پڑ جاتی ہے، تو یہاں پر بھی یہ سمجھ لینا چاہئے کہ معتبر عذر پیش آجانے کے بعد منگنی توڑنا جائز ہے، ہر حال میں یہ وعدہ پورا کرنا ضروری نہیں۔

مثلاً بعض مرتبہ لڑکا خراب نکلتا ہے، لڑکی والوں کو بتایا گیا تھا کہ لڑکا بہت پڑھا لکھا ہے، لیکن حقیقت میں وہ بالکل جاہل ہے، یا بتایا گیا تھا کہ لڑکے کی نوکری ایسی ہے کہ وہ پچاس ہزار روپے ماہانہ کماتا ہے، بعد میں پتہ چلا کہ وہ تو کنگلا ہے، وہ اپنے گزارے کے لئے بھی پیسے گھر والوں سے لیتا ہے، پہلے بتایا گیا تھا کہ لڑکا بڑے شریف خاندان کا ہے، اور بعد میں اصل حقیقت آشکارا ہوئی، تو یہ معتبر عذر ہے۔

منگنی کرنے کے بعد اگر لڑکی والوں کو اس طرح کی صورتحال کا سامنا ہو، تو وہ اس منگنی کو توڑ سکتے ہیں، اور اس وعدے کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے وہ گنہگار نہیں ہوں گے، یہ نہیں کہہ سکتے کہ وعدہ خلافی ناجائز ہے، لہٰذا وعدہ ہو گیا ہے تو اس کو پورا کرنا ضروری ہے، بچپن کی منگنی میں یہ صورتحال زیادہ پیش آتی ہے، بچپن میں منگنی کردی، بالغ ہو جانے کے بعد پتہ چلا کہ لڑکا بالکل ہی آوارہ اور بدمعاش ہے، لڑکی صوم وصلوٰۃ کی پابند ہے، شرعی پردے کی پابند ہے، لہٰذا ان میں کوئی جوڑ ہی نہیں، اب اس صورتحال میں منگنی کو پورا کرنا اپنی لڑکی کو موت کے منہ میں دینا ہے۔

اسی طرح بعض مرتبہ لڑکے والوں کو عذر پیش آ جاتا ہے کہ لڑکی یا اس کے گھر والے صحیح نہیں ہیں، یہاں بھی وعدہ پورا کرنا ضروری نہیں ہے، لڑکے والے بھی منع کر سکتے ہیں، اور ایسی صورت میں منع کرنا ایک حدیث سے ثابت بھی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت زید بن ارقمؓ روایت فرماتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم جنابِ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب کوئی شخص کسی سے وعدہ کرے، اور اس کا ارادہ وعدہ پورا کرنے کا ہو، لیکن بعد میں کوئی ایسا عذر پیش آ جائے کہ جس کی وجہ سے اس کے لئے وعدہ پورا کرنا مشکل ہو، اور وہ پورا نہ کر سکے، تو اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا'' جیسا کہ آخر میں یہ حدیث آ رہی ہے

بہرحال! بعض مرتبہ وعدہ کرنے کے بعد معتبر عذر والی صورتیں بھی پیش آ جاتی ہیں، لیکن ہمارے ماحول میں یہ ذرا کم ہوتی ہیں، ہمارے یہاں زیادہ تر بلا عذر ہی وعدہ خلافی کا رواج ہے، یعنی ہمارے دلوں میں وعدے کی کوئی اہمیت نہیں ہے، بے توجہی میں، بے دھیانی میں، بے خیالی میں وعدہ کر رہے ہیں، اور ذہن میں بھی نہیں ہے کہ ہم اس کو پورا کریں گے، یا ہمیں اسے پورا کرنا ہے، زبان دے دی، تو ہمیں اس کا پاس کرنا ہے، اس کی کوئی اہمیت ذہن میں نہیں، عام لوگ تو وعدہ کر کے وعدہ خلافی کرتے ہی ہیں، لیکن اچھے خاصے نیک،

نمازی لوگوں میں بھی یہ کوتاہی بہت زیادہ پائی جاتی ہے، بے خوف وخطر اور بے دھڑک وعدہ کر لیتے ہیں، اور وعدہ کرنے کے بعد اس کو پورا کرنے کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی۔

معاشرت ہو، یا معاملات، دونوں میں وعدہ خلافی بہت زیادہ پائی جاتی ہے، معاشرت اور معاملات میں اچھی طرح سوچ سمجھ کر وعدہ کریں کہ میں اسے پورا کر بھی سکوں گا، یا نہیں؟ اگر کر سکیں، تو وعدہ کریں، اور نہ کر سکیں، تو وعدہ نہ کریں، لیکن وعدہ کرنے کے بعد بلا عذرِ معتبر اس کو پورا نہ کرنا بڑا گناہ ہے۔

دعوت میں آنے کا وعدہ

اسی طرح دعوت میں شرکت کا مسئلہ ہے کہ خاندان میں، برادری میں، دوست، احباب میں مختلف دعوتیں ہوتی رہتی ہیں، مختلف تقریبات ہوتی رہتی ہیں، اس میں شرکت کے دعوت نامے دیئے جاتے ہیں، جس میں بعض مرتبہ وعدہ بھی کر لیا جاتا ہے کہ ہم ضرور آئیں گے، اس میں بھی سوچ سمجھ کر وعدہ کرنا چاہئے، اگر جانے کا ارادہ نہ ہو، تو پہلے ہی منع کر دینا چاہئے کہ بھئی! میں وعدہ نہیں کرتا، اگر آنا ممکن ہوا، تو آجاؤں گا، ورنہ نہیں آؤں گا، اور اگر وعدہ کر لیا کہ میں آؤں گا، تو بلا عذرِ معتبر جانے سے انکار نہیں کرنا چاہئے، البتہ اگر کوئی معتبر عذر پیش آجائے، تو منع کر سکتا ہے، ان میں سے ایک معتبر عذر یہ ہے کہ

وہاں گانا بجانا ہورہا ہے، مرد وعورت سب مل کر بیٹھے ہوئے ہیں، پردے کا کوئی اہتمام نہیں ہے، تصویر کشی ہورہی ہے، یا اور کوئی خلافِ شرع کام ہورہا ہے۔

یا مثلاً جس نے آنے کا وعدہ کیا تھا، اس کی عین موقع پر طبیعت خراب ہوگئی، جس کی وجہ سے اس کا جانا مشکل ہے، جہاں یہ خلافِ شرع کام ہورہے ہوں، وہاں جانا جائز ہی نہیں ہے، چاہے دعوت دینے والا نہ آنے پر کتنا ہی ناراض ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے کسی مخلوق کا کہا ماننا جائز نہیں، بہرحال! جتنی بھی رسمی دعوتیں ہوتی ہیں، ان میں اکثر یہی خلافِ شریعت امور پائے جاتے ہیں، اور اس میں آدمی نے دعوت قبول کرلی، وعدہ کرلیا، اور پھر ناجائز امور کی وجہ سے اس میں نہ جائے، تو یہ جائز ہے، ایسی صورت میں پہلے ہی اطلاع کردینی چاہئے، بلکہ اگر چلے گئے، اور وہاں پہنچ کر پتہ چلے کہ یہ سب خرافات ہورہی ہیں، اور ان گناہوں سے بچنے کا کوئی راستہ نہ ہو، تو اس وقت بھی وہاں پر نہیں بیٹھنا چاہئے، بلکہ وہاں سے واپس چلے آنا چاہئے۔

کھانا وقت پر نہ دینا

ہمارے معاشرہ میں ولیمہ اور دیگر تقریبات میں عموماً کھانے

کی دعوت ہوتی ہے، اور دعوت نامہ میں کھانے کا وقت لکھا ہوتا ہے، لیکن اس وقت پر شاید ہی کسی دعوت میں کھانا کھلایا جاتا ہو، اکثر بہت تاخیر سے کھانا کھولا جاتا ہے، جس کی وجہ سے دعوت میں مدعو حضرات بھی بہت تاخیر سے آتے ہیں، کیونکہ انہیں اندازہ ہوتا ہے کہ دعوت نامہ میں لکھے ہوئے وقت پر کھانا نہیں ملے گا، اور اگر کوئی غلطی سے یا قصداً کھانے کے مقررہ وقت پر پہنچ جائے تو اس کو کھانے کا انتظار کرنے کی سخت تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔

اس میں دعوت نامہ تیار کرنے والے اور اس میں کھانے کا وقت لکھوانے والے کی اگر یہ نیت ہو کہ کھانا اس وقت نہیں دیا جائے گا، تو یہ جھوٹ اور وعدہ خلافی کی بدترین صورت ہے، جو سراسر حرام و ناجائز ہے، اور نفاق کی علامت ہے، جس سے بچنا واجب ہے۔ اور دعوت نامہ میں کھانا کھلانے کا وہ وقت لکھنا ضروری ہے جس کی پابندی کی جائے، اور حتی الامکان اس کی پابندی کی جائے۔

اور اگر دعوت نامہ میں کھانے کا وقت سوچ سمجھ کر لکھا گیا تھا، اور لکھتے وقت بھی اسی وقت کھانا کھلانے کا ارادہ تھا، پھر عین وقت پر کوئی معتبر عذر پیش آ گیا، مثلاً کھانا تیار نہ ہو سکا یا کھانا پکانے والا وقت پر کھانا نہ پہنچا سکا، یا کھانا کھانے والے مہمان وقت پر نہ پہنچ سکے تو اس لئے کھانا کھلانے میں تاخیر ہو گئی تو یہ معتبر عذر ہے، جس میں وعدہ خلافی

کا گناہ نہیں، البتہ اگر کچھ مہمان آگئے ہوں اور کھانا بھی موجود ہو تو انہیں کھانا کھلا دینا چاہئے، دوسروں کے انتظار میں ان کو تکلیف نہ دینی چاہئے۔

والدین کا اولاد سے وعدہ

بعض مرتبہ والدین اپنی اولاد کے ساتھ وعدہ کر لیتے ہیں، مثلاً اولاد پیسے مانگ رہی ہے، اور وہ کہہ رہے ہیں کہ بھئی! شام کو دیں گے، لیکن دل میں ارادہ ہے کہ دینا نہیں ہے، کوئی بچہ ضد کر رہا ہے کہ کھانے پینے یا کھیلنے کی فلاں چیز چاہئے، ماں باپ ٹرخانے کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ ہاں بھئی! شام کو لاکر دے دیں گے، یہ بھی ناجائز ہے، یہ بھی منافق ہونے کی علامت ہے، اس لئے اپنے گھر والوں کے ساتھ وعدہ کرتے ہوئے بھی یہ سوچ لو کہ میں یہ وعدہ پورا کرسکوں گا، یا نہیں؟ اگر پورا کرسکتے ہوں، تو پھر وعدہ کرلو، وعدہ کرلینے کے بعد حتی الامکان اس وعدے کو پورا کرو۔

بعض عورتیں بچوں کو بہلانے کے لئے وعدہ بھی کرلیتی ہیں، اور جھوٹ بھی بول دیتی ہیں، وعدہ کی مثال یہ ہے کہ جیسے کہیں کہ بھئی! تمہارے ابا شام کو آئیں گے، تو میں تم کو یہ چیز دلوادوں گی، یا جیسے مہمانوں کے سامنے بچے زیادہ تنگ کر رہے ہوں، تو ماں ان کو کوئی چیز دینے کے بہانے اندر بلاتی ہے، لیکن درحقیقت کوئی چیز دینا نہیں ہوتی،

اس کو بہت معمولی بات سمجھا جاتا ہے، لیکن یہ جھوٹ اور وعدہ خلافی ہے جو منافق کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ اس سلسلہ میں ایک حدیث سنیں:

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: دَعَتْنِیْ أُمِّیْ یَوْمًا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ فِیْ بَیْتِنَا فَقَالَتْ: هَا تَعَالَ أُعْطِیْکَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَرَدْتِّ أَنْ تُعْطِیْهِ؟ قَالَتْ: أَرَدْتُّ أَنْ أُعْطِیَهُ تَمْرًا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا اِنَّکِ لَوْلَمْ تُعْطِیْهِ شَیْئًا کُتِبَتْ عَلَیْکِ کَذِبَةٌ (رواہ أبو داود).

ترجمہ

"عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے، اس دوران مجھے میری والدہ نے ایک بلایا اور کہا: "ادھر آؤ، میں تمہیں کچھ دوں؟" حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کیا دینا چاہتی ہو؟" والدہ نے عرض کیا: "میں اسے کھجور دینا چاہتی ہوں"، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم اسے کچھ نہ دیتی تو تمہارے نامۂ اعمال میں جھوٹ لکھ دیا جاتا"۔

ہماری حالت یہ ہے کہ ہماری معاشرت بھی جھوٹ اور وعدہ خلافی سے بھری ہوئی ہے، اور ہمارے معاملات بھی جھوٹ سے بھرے ہوئے ہیں، اور جھوٹے وعدوں سے بھرے ہوئے ہیں، جھوٹ پر کاروبار ہو رہا ہے، صبح سے شام تک دوکاندار ہزاروں جھوٹے وعدے کرتا ہے، اور ہزاروں جھوٹ بولتا ہے، اِلا ما شاء اللہ، اور جس وقت آدمی وعدہ کررہا ہے، اسی وقت اس کی نیت اس کو پورا کرنے کی نہیں ہے، تو یہ یقینی طور پر حرام، ناجائز اور گناہِ کبیرہ ہے، جس سے توبہ بھی واجب ہے، اور جس جس سے اس طرح کا جھوٹا وعدہ کر کے ستایا ہے، اس سے معافی مانگنا واجب ہے، جب تک آپ اس سے معافی نہیں مانگیں گے، اس وقت توبہ مکمل اور قبول نہ ہوگی، کیونکہ یہ معاملہ بندوں کے حقوق سے متعلق ہے، اور حقوق العباد میں توبہ کے ساتھ ساتھ بندوں سے معافی مانگنا یا حق معاف کرانا ضروری ہے۔

کاروباری معاملات میں وعدوں کی پاسداری

ایسے ہی کاروباری معاملات ہیں، ان میں بھی بکثرت وعدے ہوتے رہتے ہیں، مال بیچ دیا، اور مال خریدنے والا وعدہ کرلیتا ہے کہ بھئی! میں ایک ہفتے کے بعد اس کے پیسے دے دوں گا، تو اس پر ایک ہفتے کے بعد وقتِ مقررہ پر پیسے دینے ضروری ہیں، بلا عذرِ

معتبر وعدہ خلافی کرنا ناجائز ہے، آج کل کاروبار کے اندر وعدوں کی کوئی حیثیت نہیں رہی، اِلّا ماشاء اللہ، وعدے کریں گے بڑے لمبے لمبے، بڑے پکّے پکّے، لیکن عام طور پر وعدہ خلافی کی جاتی ہے، اسی طرح مال کی نوعیت کے بارے میں تمام اگریمنٹ ہوجاتے ہیں کہ اس طرح کا مال ہوگا، اس میں یہ یہ چیزیں ہوں گی، اس طرح بنے گا، سب تحریری طور پر ہوتا ہے، لیکن اس کے باوجود ٹھیک اس وعدے کے مطابق مال تیار کرکے دینے والے بہت کم ہیں، جو کچھ لکھا ہے، اس کے خلاف مال تیار کرکے دیتے ہیں، یہ سب ناجائز ہے، دھوکا ہے، فریب ہے، خیانت ہے، بلکہ جیسا وعدہ کیا ہے، اسی کے مطابق ٹھیک تیار کرکے ادا کرنا ضروری ہے، اور کچھ انیس بیس ہوگیا، تو بلا عذر ایسا کرنا نہیں چاہئے، اور اگر ہو بھی گیا، تو اس کو فوراً بتا دینا چاہئے، پھر چاہے اس کو پیسے کم کرنے پڑیں، تو کر لے۔

بہرحال! معاملات میں بھی وعدہ پورا کرنا ضروری ہے، وعدہ خلافی ناجائز ہے، معاشرت میں بھی وعدہ پورا ضروری ہے، وعدہ خلافی ناجائز ہے، لہٰذا جہاں بھی وعدہ کریں، اپنے وعدے کا پاس کریں، اس کو پورا کرنے کا اہتمام کریں، بلا وجہ اور بلا عذرِ معتبر وعدہ خلافی نہ کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کی پاسداری

سرکارِ دو عالم جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک واقعہ سیرتِ طیبہ

میں مشہور و معروف ہے، کہ آپ ﷺ نے کسی کافر سے کوئی معاملہ کیا، اور اس کافر نے آپ ﷺ سے ایک وعدہ کیا کہ آپ ﷺ یہیں بیٹھ جایئے، میں ابھی آتا ہوں، آپ ﷺ وہاں تشریف فرما ہو گئے، اور وہ چلا گیا، وہ جا کر اپنے کام میں لگ گیا، اور بھول گیا کہ میں حضور ﷺ کو وہاں بٹھا کر آیا ہوں، تین دن تک آپ ﷺ وہیں بیٹھے رہے، تیسرے دن اس کو خیال آیا کہ میں حضور ﷺ سے کہہ کر آیا تھا کہ ابھی آتا ہوں، اور مجھے تین دن گزر گئے، جب وہ آیا، تو اس نے دیکھا کہ حضور ﷺ تشریف فرما ہیں، اور اس کے منتظر ہیں۔

یہ شان تھی حضور ﷺ کی! اس قدر آپ ﷺ وعدے کی پاسداری فرماتے تھے، بہر حال! وعدے کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔

افسوس کہ آج کل جھوٹ بولنا مسلمان کی علامت بن چکی ہے، وعدہ خلافی کرنا بھی مسلمان کی علامت بن گئی ہے، کافر بولے گا، تو سچ بولے گا، مسلمان بولے گا، تو جھوٹ بولے گا، العیاذ باللہ! کافر وعدہ کر کے وعدہ پورا کرے گا، نہیں پورا کرے گا، تو مسلمان نہیں پورا کرے گا، اِلا ماشاء اللہ، لہٰذا ہم سب آج اپنا جائزہ لیں کہ ہم بلا عذر وعدہ خلافی کرتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر کر چکے ہیں، تو توبہ کریں، اور ہماری وعدہ خلافی کی وجہ سے اگر کسی کو تکلیف پہنچی ہے، تو اس سے بھی معافی مانگیں، تاہم معتبر عذر پیش آنے پر وعدہ خلافی کا گناہ نہیں

ہے، لیکن اگر دوسرے کو تکلیف پہنچی ہے، تو اس سے معذرت کرنی چاہئے، اور آئندہ یہ عہد کریں کہ یا تو کسی سے وعدہ نہیں کریں گے، اور اگر کریں گے، تو اس کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔

تین کاموں کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاَ تُمَارِ أَخَاکَ وَلاَ تُمَازِحْهُ وَلاَ تَعِدْهُ مَوْعِدَةً فَتُخْلِفَهُ

(أخرجه الترمذی)

ترجمہ

"اپنے مسلمان بھائی سے نہ فضول بحث ومباحثہ کرو، نہ اس سے ایسی دل لگی اور مذاق کرو، جو اس کو ناگوار ہو، اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو، جس کے پورا کرنے کے ارادہ نہ ہو۔"

اس حدیث میں تین باتوں سے منع کیا گیا ہے، اور یہ تینوں باتیں عام طور پر ہمارے ماحول اور معاشرے کے اندر پائی جاتی ہیں:

فضول بحث ومباحثہ

(۱)..... فضول بحث ومباحثہ، بے فائدہ اور لایعنی باتیں، یہ گناہ بھی بہت عام ہے، کبھی کسی اخبار کی خبروں پر بحث ہو رہی ہے، کبھی

حالاتِ حاضرہ پر بحث ہورہی ہے، اور گھنٹوں ان فضولیات میں الجھے ہوئے ہیں، وہ اسے قائل کرنے کی کوشش کررہا ہے، وہ اسے قائل کرنے کی کوشش کررہا ہے، وہ اپنی دلیلیں دے رہا ہے، وہ اس کے خلاف اپنی دلیلیں دے رہا ہے، اور بحث کرتے کرتے بعض مرتبہ آپس میں لڑنا شروع کردیتے ہیں، جہاں دو بے تکلف ساتھی اور دوست بیٹھیں گے، وہاں پر گرماگرم بحث شروع ہوجائے گی، دفتروں میں، یاروں دوستوں میں، ملنے جلنے والوں میں لایعنی بحث ومباحثوں میں گھنٹوں ضائع کردیے جاتے ہیں، جن کا کوئی فائدہ نہیں، یہ وقت کو ضائع کرنا ہے، اس سے کہیں زیادہ اچھا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے، تلاوت کرتے، تسبیح پڑھتے، کتنا ثواب ملتا؟ اب یہ قیمتی وقت ایسے ہی بے کار کام میں ضائع ہوگیا۔

ایسی بحث کے نتیجے میں آدمی نجانے زبان سے کیا کیا بک دیتا ہے! غیبتیں بھی کردیتا ہے، تہمتیں لگ جاتی ہیں، الزامات لگ جاتے ہیں، دل آزاری ہوتی ہے، ایک دوسرے کی بے عزتی کردی جاتی ہے، بے اکرامی اور بے احترامی ہوجاتی ہے، یہ الگ گناہ ہیں، اور بحث ومباحثے میں جھوٹی باتیں بھی منہ سے نکل جاتی ہیں، جھوٹ بولنا الگ گناہ ہے، اور کچھ بھی نہ ہو، تو یہ ساری بحث بیکار رہے، جیسے لایعنی گفتگو ناجائز ہے، اور گناہ ہے، اسی طرح لایعنی بحث ومباحثہ

بھی اسی حکم میں ہے، اس لئے ایسے بحث ومباحثوں سے بہت ہی زیادہ پرہیز کرنا چاہئے۔

مذاق اُڑانا

(۲)..... اور دوسرا گناہ بتلایا کہ کسی سے ایسا مذاق اور دل لگی کرنا، جو اس کو ناگوار ہو، ہمارے یہاں یہ بھی بہت زیادہ ہوتا ہے، خاص طور سے ہم عمر ساتھیوں اور دوستوں میں ایک دوسرے کا مذاق بہت زیادہ اڑایا جاتا ہے، اس میں دوسرے کی تحقیر ہوتی ہے، تذلیل ہوتی ہے، دوسرے کی توہین ہوتی ہے، اس طرح سے ایک دوسرے کی بے عزّتی اور بے وقعتی بھی گناہ ہے، اور اس میں دوسرے کی دل آزاری ہوتی ہے، وہ الگ گناہ، اس سے بھی منع فرمایا ہے۔

وعدہ خلافی کرنا

(۳)..... اور تیسری بات یہ فرمائی کہ اس سے کوئی ایسا وعدہ نہ کرو، جس کے پورے کرنے کا ارادہ نہ ہو، یہ بھی ناجائز ہے، اور گناہ ہے۔

حضرتؒ اس کی تشریح فرماتے ہیں:

"کسی سے وعدہ کر لینے کے بعد وعدہ پورا نہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے، اور نفاق کی علامت ہے، اس حدیث میں اس سے منع فرمایا ہے، البتہ اگر کسی عذر کی وجہ سے وعدہ پورا نہ کر سکے، تو معذرت کر لے، چنانچہ حضرت زید بن ارقمؓ نے نبی اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی اپنے بھائی سے وعدہ کرے، اور اس وقت وعدہ پورا کرنے کی نیت تھی، مگر بعد میں کسی عذر کی وجہ سے وعدہ پورا نہ کرسکا، اور جس وقت آنے کا وعدہ تھا، وقت پر نہ آسکا، تو اس پر گناہ نہ ہوگا۔''

وعدہ کرتے وقت تو نیت تھی کہ میں وعدہ پورا کروں گا، لیکن بعد میں کسی عذر کی بناء پر وہ وعدہ پورا نہ کرسکا، تو وہ گنہگار نہیں ہوگا۔

اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے ہم سب کو وعدہ پورا کرنے والا بنائے، اور وعدہ خلافی کے گناہ سے بچنے والا بنائے، آمین۔

و آخر دعوانا أن الحمدللّٰہ ربّ العٰلمین
و صلّی اللہ تعالیٰ علی النبی الکریم
محمّد و الہٖ و أصحابہٖ أجمعین
الی یوم الدّین



خطباتِ سکھروی کی دو اہم جلدیں جس میں اچھے اور برے اخلاق کی تفصیل
اور اچھے اخلاق اپنانے اور برے اخلاق سے بچنے کے طریقے بیان کیے گئے ہیں،
خطباء اور ائمہ حضرات بالخصوص طالبین اصلاح کے لئے یہ انمول تحفہ ہیں۔



Faraz: 0302-2691277

مکتبۃ الاسلام کراچی